© rasailojaraid.com

شذرات

اور عیسیٰ علیہ السلام جب ان (یہودیوں) سے مایوس ہوئے تو اس فکرِ حنیفیت کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک جماعت کو لیکر الگ ہوگئے اور حوارییّن سے اس پر عہد و پیمان لے لئے، چنانچہ دو مذہب بن گئے۔ ایک مخصوص تھا بنی اسرائیل کے ساتھ اور دوسرا بنی اسرائیل کے علاوہ میں تھا۔

اور ابراہیم علیہ السلام کو یقین تھا کہ اللہ اپنا وعدہ پورا فرمائیں گے اور ان کی اولاد میں سے ایک ایسے شخص کو پیدا فرمائیں گے جو اس دین کو زمین کے تمام اطراف میں قائم کردے گا اور آپ اس چیز کو اولادِ اسماعیل میں سمجھتے تھے، اسی لئے ان کو ایسی وادی میں رہائش دی جو زراعت والی نہیں، اس لئے کہ جو جماعت زراعت پیشہ ہوتی ہے، وہ وطنیت کی طرف سمٹ جاتی ہے اور جب وطنی ذہنیت کی حامل ہوجاتی ہے تو سخت بن جاتی ہے اور اس پر جم جاتی ہے، اس لئے کہ وطنیت لوگوں کو منفرد کردیتی ہے اور ان پر نسلیت غالب آجاتی ہے، اور جب ان کے باپ دادوں کی اولاد میں سے بعض ان کے وطن کے علاوہ کسی اور وطن میں ہوتے ہیں تو ان کے بھائیوں کی مصلحت ان کے وطن کی مصلحت پر غالب نہیں ہوتی۔

اور اسی طرح جب ایک ملّت کی بنیاد عقائدِ حقّہ پر رکھی گئی ہو، اور ان میں سے ایک حصّہ کسی ایسے خطّے میں نافذ کرچکی ہو جو سودمند مال والا ہو تو انہیں اپنے وطن کے علاوہ دیگر وطن والوں کی مصلحتیں فکرمند نہیں کرتیں جب وہ مصالح ان کے اپنے وطن کی مصلحتوں سے مقابل ہورہے ہوں اگرچہ وہ انہی کے ہم مذہب ہوں، پس جب ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو دیہات میں ٹھرایا تو گویا اس ارادے سے کہ انہیں وطنی عصبیت پیدا نہ ہو بلکہ ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں اپنی ملت کی مصلحت ہی محبوب ہو۔ چنانچہ آپ سمجھتے تھے کہ یہ شخص نہیں اٹھے گا مگر اولادِ ابراہیم سے مکّہ میں اور وہی کامیاب ہوگا اگرچہ ان میں سے بہت سے اس مقصد کو پانے کے لئے دوڑ دھوپ کریں گے لیکن کامیاب نہیں ہوں گے۔ کیونکہ جب وہ ایک قسم کے تمدّن میں غرق ہوجائیں گے تو اپنے جیسے متمدنین کی فوقیت اپنے اوپر قبول نہیں کریں گے اور یہی وہ سبب ہے جس کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام اپنے مقصد تک نہ پہنچ سکے، وگرنہ موسیٰ علیہ السلام کامل ہمت والوں میں سے تھے۔

اور عیسیٰ علیہ السلام جب یہودیوں کے اپنے اردگرد متوجہ اور دعوت کے عام کرنے اور پھیلانے کے ساتھ قائم ہونے سے مایوس ہوگئے تو متنبہ ہوئے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اولادِ اسماعیل میں کچھ بھانپ لیا تھا اور آپ کی فراست سچی تھی۔ چنانچہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) نے اپنے بعد آنے والے ایک شخص کی خوشخبری دی جوکہ تکمیل کردے گا اس کی جس کی تکمیل کا آپ نے ارادہ کیا تھا اور حواریوں کو اس کی وصیت کی، لیکن حواری بھی یہود میں سے تھے، اس لئے آپ ان کے لئے اس کی ایسی وضاحت نہ کرسکے جیسی کرنی چاہیئے تھی، بلکہ ان کے لئے معاملہ کو مبہم رکھا، چنانچہ فرمایا: میں تمہاری طرف آؤں گا۔ پھر اس کی تشریح آپ اپنے اس قول سے کرتے ہیں: میں بھیجوں گا تمہاری طرف فارقلیط کو اور وہ مجھ سے ہوگا، اس لئے کہ وہ کچھ نہیں کہے گا مگر اللہ کی طرف سے اور جو کچھ وہ اللہ کی طرف سے کہے گا، اس میں کہے گا کہ وہ مجھ سے ہے۔ اور فرمایا: وہ آئے گا پس تمہیں ایسی چیزیں سکھائے گا جن پر میں ابھی طاقت نہیں رکھتا، وہ اللہ کی حکومت زمین پر قائم کرے گا۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تحقیق یہ بشارت ہمارے نبی ﷺ کے حق میں تھی، لیکن یہودی یہ نہیں سن سکتے اور نہ ہی برداشت کرسکتے ہیں، اسی لئے انہوں نے تاویلِ بعید فاسد کرکے اسے مسخ کردیا، اگرچہ کلمات اللہ کے بدلدینے پر قادر نہیں ہوسکتے تھے، جو شخص بھی تورات اور انجیلوں کا مطالعہ کرے گا، لامحالہ حق کو پالے گا اور ضرور ان باتوں کو چھوڑ دے گا جو ان سرکشوں نے لکھی ہیں۔

© rasailojaraid.com